تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

جلد نمبر: 7

شمارہ: 09

انٹرنیٹ گزٹ

ستمبر 2017ء

المنار

زیر نگرانی: شعبہ اشاعت - تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن - یو.کے

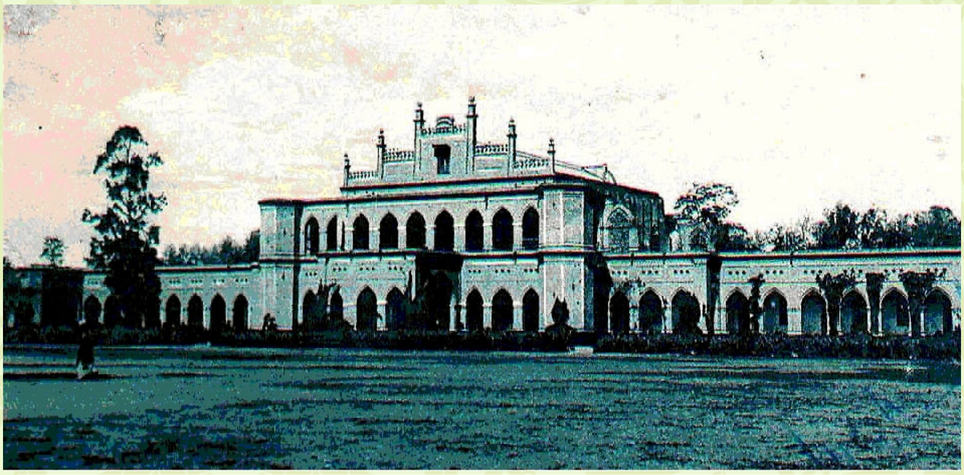

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - U.K

181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.

Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987

ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

قال اللہ تعالیٰ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ اور اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔

(آلِ عمران: آیت 103)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم مجھ پر اس طرح درود بھیجا کرو:

''اے ہمارے اللہ تو محمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور اس کی آل پر درود بھیجا۔ اے اللہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آل کو برکت عطا کر جس طرح تو نے ابراہیم کی آل کو برکت عطا کی۔ تو بہت حمد اور بزرگی والا ہے۔''

(مسلم۔ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''اور اصل روح کی قربانی ہے اے دانشمندو! اور بکروں کی قربانیاں روح کی قربانی کے لئے مثل سایوں اور آثار کے ہیں۔ پس اس حقیقت کو سمجھ لو اور تم صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد یہ حق رکھتے ہو اور اس بات کے اہل ہو کہ اس حقیقت کو سمجھو! اور تم ان میں سے آخری گروہ ہو جو خدا کے فضل اور رحمت سے اس کے ساتھ شامل کئے گئے ہو اور زمانوں کا سلسلہ جنابِ الٰہی سے ہمارے زمانہ پر ختم ہو گیا ہے جیسا کہ اسلام کے مہینے قربانی کے مہینہ پر ختم ہو گئے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 16 خطبہ الہامیہ صفحہ 68-69)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

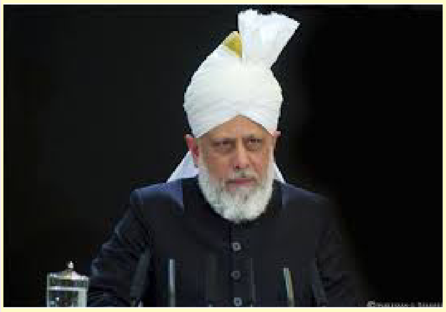

عہدِ بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟ شرک سے اجتناب کرنا، جھوٹ سے بچنا، لڑائی جھگڑوں اور ظلم سے بچنا، خیانت سے بچنا، فساد اور بغاوت سے بچنا، نفسانی جوش کو دبانا، پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی کرنا، تہجّد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا، تسبیح وتحمید کرنا، تنگی اور آسائش ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے وفا کرنا، قرآن شریف کے احکامات پر عمل کرنا، تکبر نخوت سے پرہیز کرنا، عاجزی اور خوش خلقی کا اظہار کرنا، ہمدردی خلق کا جذبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر پیدا کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اطاعت کا جوا اپنی گردن پر ڈالنا۔ یہ ہے خلاصہ شرائطِ بیعت کا۔ پس اگر غور کریں تو یہ باتیں ایک انسان میں تقویٰ میں ترقی کا باعث بنتی ہیں اور یہ کم از کم معیار ہے جس کی ایک احمدی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توقع فرمائی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 22 اکتوبر 2010)

تعلیم الاسلام کالج کا پاکیزہ ماحول
اور اس رودِ روحانی سے سیراب ہونے والے طلباء کی تعلیم و تربیت

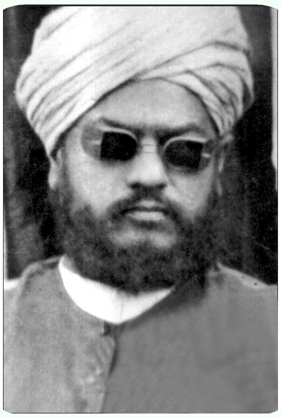

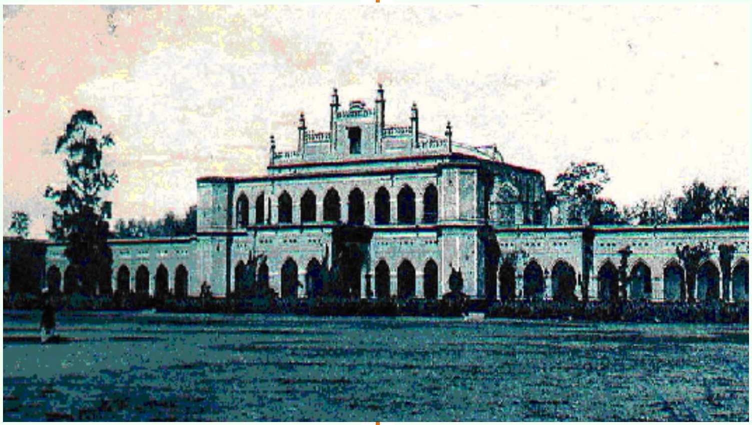

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ نے 1903میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے پاکیزہ ماحول کا ذکر یوں فرمایا تھا:

”ہمارے مدرسہ کے لڑکے خدا کے مسیح کو دیکھتے ،آپ کی تقریروں کو سنتے اور آپ کے پاک نمونہ کو مشاہدہ کرتے ہیں.......ہر روز عصر کے بعد لڑکے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے درس قرآن مجید میں شامل ہونے کو عزت دیتے ہیں۔ یہ بھی ایسی نعمت ہے کہ کوئی ملک اور شہر اس میں ہمارا شریک نہیں۔“

(اخبار الحکم 7فروری 1903)

اسی رُودِ روحانی سے سیراب ہونے والے طلبہ کی تعلیم و تربیت کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات آپ کے قریب بیٹھ کر سننے کا موقع ملتا تھا۔تمام دنیا کے مسائل کا آپ کے خطبات میں مختلف رنگ میں ذکر آتا چلا جاتا تھا۔ دین کا بھی ذکر ہوتا اور دنیا کا بھی، پھر ان کے باہمی تعلقات کا ذکر ہوتا تھا۔ سیاست جہاں مذہب سے ملتی ہے اور جہاں مذہب سے الگ ہوتی ہے غرضیکہ ان سب مسائل کا ذکر ہوتا تھا۔ چنانچہ قادیان میں یہی جمعہ تھا جس کے نتیجہ میں ہر کس و ناکس، ہر بڑے چھوٹے، ہر تعلیم یافتہ وغیر تعلیم یافتہ کی ایک ایسی تربیت ہو رہی تھی جو بنیادی طور پر سب میں قدرِ مشترک تھی یعنی پڑھا لکھا یا ان پڑھ، امیر یا غریب اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ بہت سے احمدی طلبہ جب مقابلے کے مختلف امتحانات میں اپنی تعداد کی نسبت سے زیادہ کامیابی حاصل کرتے تھے تو بہت سے افسر ہمیشہ تعجب سے اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ احمدی طلباء میں کیا بات ہے کہ ان کا دماغ زیادہ روشن نظر آتا ہے، ان کو عام دنیا کا زیادہ علم ہے، ان کے اندر مختلف علوم کے درمیان ربط قائم کرنے کی زیادہ صلاحیت ہے۔“

(مشعلِ راہ جلد 3 صفحہ 353)

وہ قریۂ غزال ابھی یاد ہے مجھے..جمیل الرحمٰن

دشتِ خُتَنْ کا حال ابھی یاد ہے مجھے
وہ قریۂ غزال ابھی یاد ہے مجھے
معصوم خواہشوں نے جہاں چوکڑی بھری
جس میں شبابِ ذات کی تہذیب نو ہوئی
تھی مشکبار جس کی فضا میں ہوائے دِی
وہ مہبط جمال ابھی یاد ہے مجھے
وہ قریۂ غزال ابھی یاد ہے مجھے
بخشی ہے جس کی یاد نے ہر خواب کو دھنک
جس کے خیال نے کبھی جھپکی نہیں پلک
انمٹ ہے لوحِ عمر پر جس کی ہر اک جھلک
وہ رنگ لا زوال ابھی یاد ہے مجھے
وہ قریۂ غزال ابھی یاد ہے مجھے
ہر صبح جس کی دید سے تازہ ہوئی نظر
دامن پہ جس کے ضوفشاں تھے علم کے گہر
انمٹ ہے لوحِ عمر پر جس کی ہر اک جھلک
وہ مکتبِ کمال ابھی یاد ہے مجھے
وہ قریۂ غزال ابھی یاد ہے مجھے

مختصر خبریں

برکینا فاسو کے علاقے ددگو میں مسرور احمدیہ کالج کا قیام

خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پرشفقت اجازت سے ہماری ایسوسی ایشن برکینا فاسو کے علاقے ددگو میں مسرور احمدیہ کالج بنا رہی ہے۔ محترم امیر صاحب برکینا فاسو کی اطلاع کے مطابق حکومت سے کالج بنانے کی اجازت لے لی گئی ہے اور زمین بھی خرید لی گئی ہے۔ تقریباً ایک مہینے میں تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ ایسوسی ایشن کے تمام ممبران سے نیکی کے اس کام میں شمولیت کی درخواست ہے۔

برکینا فاسو سے اطلاع ملی ہے کہ کالج کی تعمیر کے لئے سیمنٹ کے بلاکس وغیرہ کالج کے مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ بنیادیں کھودنے کا کام شروع ہو گیا ہے۔

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا ایک فرض جو ہم سب نے مل جُل کر ادا کرنا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے:-

”میں سمجھتا ہوں ایسوسی ایشن اگر اپنے ممبران سے مستقل رابطہ رکھے اور ممبران خود بھی ایک جذبہ کے تحت اپنی اس درس گاہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کریں تو احمدی بچوں کے لئے آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں“

(الفضل ربوہ 13 اکتوبر 2011)

پاکستان کے نادار اور مستحق احمدی طلبہ کی امداد کی بابرکت تحریک حضور انور نے جاری فرمائی ہوئی ہے، اس میں دل کھول کر حصہ لیں۔ یہ بچے ہمارے بچے ہیں اور ان کی زیادہ سے زیادہ مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔

مجلس عاملہ کی میٹنگ

ماہ ستمبر میں ہماری مجلس عاملہ کی میٹنگ میں مندرجہ ذیل پروگرام بنائے گئے:

- محترم رانا عبد الرزاق صاحب ہر ماہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے۔ کے دو تین ممبران کا انٹرویو لے کر المنار میں شائع کریں گے۔
- محترم مبارک صدیقی صاحب نے ممبران سے درخواست کی کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے ضرور لکھتے رہیں اور اپنے قریب رہنے والے ایسوسی ایشن کے ممبران سے اخوت اور پیار کا تعلق بڑھائیں۔
- محترم اظہر اقبال صاحب ایسوسی ایشن کا یوٹیوب چینل بنائیں گے۔
- ایسوسی ایشن کے تمام ریجنل صدران اپنے اپنے ریجن میں علیل ممبران کی عیادت کے لئے پھول لے کر جائیں۔
- محترم عبدالمنان اظہر صاحب ریجنل صدران کی مدد سے کالج کے لئے فنڈز اکٹھے کریں گے۔
- محترم ظہیر جتوئی صاحب ایک چیریٹی ڈنر کا اہتمام کریں گے۔
- محترم شفیق میر صاحب کی تجویز پر اتفاق کیا گیا کہ کالج کے لئے ایک ہزار پاؤنڈ کا عطیہ دینے والوں کے نام کالج کے دفتر میں لگائی گئی تختی پر بغرض دعا تحریر کئے جائیں گے۔ محترم وسیم باری صاحب کی اس تجویز سے ایک اور پروگرام بھی طے پایا کہ کالج کے ایسوسی ایٹ ممبران کی نئی لسٹ تیار کی جائے اور انہیں مستحق طلباء کی مدد کے فوائد سے آگاہ کیا جائے۔

”المنار“ میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ جہاں اس سے آپ کے کاروبار میں فائدہ ہوگا وہیں غریب و نادار طلباء کی مدد بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔ رابطہ فرمائیں:

رانا عبدالرزاق خان۔ جنرل سیکرٹری۔ فون و واٹس اپ: 00447886304637

محترم مولانا امام بشیر احمد رفیق خان صاحب مرحوم

(سید حسن خان)

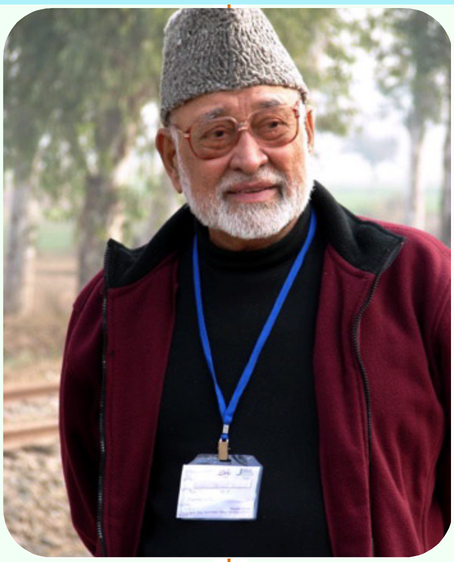

مکرم ومحترم امام بشیر احمد رفیق خان صاحب مرحوم ومغفور ایک ایسی شخصیت تھے جن کے اوصاف اور ان کی نیکیوں، ان کے احسانات اور ان کی ہمدردیوں کا پوری طرح تذکرہ کرنا خاکسار کے لئے بیشک بہت ہی مشکل امر ہے۔خاکسار جب 1972ء میں انگلستان آیا تو اس وقت محترم امام بشیر رفیق خان صاحب یوکے کے امام تھے اور آپ کے نائب کے طور پر مولانا عبدالوہاب آدم صاحب مرحوم ومغفور تھے اور پھر محترم مولانا منیر الدین شمس صاحب مربی سلسلہ بھی اس وقت نئے نئے آئے تھے۔ مجھے آپ کا سلوک پوری طرح یاد ہے آپ ہر احمدی بھائی، بہن بلکہ ہر ایک کا خیال رکھتے اور ان کے گھروں میں بھی جا کر حال چال پوچھا کرتے تھے۔اور ہر طرح سے ان کی مدد کرتے تھے۔

خاکسار کے ساتھ آپ کا سلوک بے لوث تھا اور آپ اس عاجز کے ساتھ بڑی شفقت کا سلوک کیا کرتے تھے۔میرے رشتہ کے وقت میرے سسر محترم چوہدری محمد نذیر باجوہ صاحب مرحوم نے مولانا بشیر رفیق خان صاحب سے مشورہ لیا کہ مجھے میری بیٹی کے لئے کوئی اچھا سا رشتہ بتائیں تو امام صاحب، خدا ان پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے، نے ان کو کہا کہ مَیں ایک ایسے لڑکے کا رشتہ بتا سکتا ہوں جس کی مَیں ہر طرح سے گارنٹی دے سکتا ہوں۔ اس پر میرے سسر صاحب مرحوم نے انہیں کہا کہ آپ کہتے ہیں تو میں راضی ہوں۔اس طرح میری شادی ہوئی۔

ایک دفعہ محترم امام صاحب مرحوم پاکستان جا رہے تھے میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جب ہم لاہور گئے تو آپ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحبؓ کے ساتھ چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت لاہور کی کوٹھی میں ٹھہرے اور اُدھر خاکسار کو بھی ٹھہرایا۔اور امام صاحب کی اُدھر خوب خاطر تواضع بھی کی گئی۔خاکسار نے جب ایک کتاب ”ربوہ کی چند پرانی یادیں“ لکھی تو میں نے اپنا مسودہ محترم امام صاحب کو دکھایا تو امام صاحب نے اسے پوری طرح پڑھا اور تعریفی نوٹ بھی لکھا۔ اور میری اس کتاب میں مندرجہ ذیل الفاظ لکھے:

”سید حسن خان نے جب مجھے اپنی کتاب ”ربوہ کی چند پرانی یادیں“ پڑھنے کو دی تو میں حیران رہ گیا۔ یہ کتاب اگرچہ مختصر سی ہے لیکن ایک ادبی شہ پارہ کی حیثیت رکھتی ہے ان کا انداز تحریر نہایت سادہ اور دلکش ہے اور مبالغہ آرائی سے کلیۃً پاک۔“

اس کے علاوہ اور بہت سے ایسے دلکش الفاظ اس خاکسار کی کتاب اور میرے بارہ اور میرے نانا جان سید احمد نور کابلیؓ اور میرے ماموں سید محمد نور صاحب مرحوم کے بارہ بہت سے تعریفی بھی الفاظ لکھے۔

خاکسار کو کئی بار آپ کے گھر بھی جانے کا موقع ملا۔ جب بھی میں آپ کے گھر جاتا تو آپ مجھے بچوں کی طرح شفقت سے پیش آتے اور میرے ساتھ ماموں جان اور میرے نانا جان مرحومؓ کے بارہ بہت سے ایمان افروز واقعات سناتے اور فرماتے کہ جب میں نے قادیان تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ مَیں ابتداء میں اردو یا پنجابی سے بالکل نابلد تھا اس لئے مجھے قادیان میں مستقلاً رہائش پذیر پٹھان بزرگوں کا سہارا لینا پڑا۔ ان میں اور پٹھانوں کے علاوہ محترم سید محمد نور صاحب کابلی، خان میر خان صاحب وغیرہ کے علاوہ تمہارے نانا جان سید احمد نور کابلیؓ تھے۔ان سب کی محفلوں میں بیٹھ کر مجھے بہت سکون ملا کرتا تھا۔

مکرم ومحترم امام صاحب کی شفقت صرف میرے ساتھ ہی نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ آپ کی شفقت اور اخلاص اور ہمدردی تو ہر ایک کے ساتھ ایسی ہی ہوا کرتی تھی۔ سچ پوچھیں تو میں آپ کی شفقتوں کا پوری طرح ذکر نہیں کرسکا۔آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیارے امام بشیر احمد رفیق خان صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے اہل وعیال پر اپنے بے شمار فضل فرمائے اور خوشیوں بھری زندگی دے۔ آمین۔

عبدالرحیم نیّر ایوارڈ

ہمیں فخر ہے کہ تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے کے نائب صدر مکرم بشیر احمد اختر صاحب کو امسال جلسہ سالانہ کے ایک ہفتہ بعد پین افریقن کی ایک تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے ''عبدالرحیم نیّر ایوارڈ'' سے نوازا۔اس تقریب میں ربوہ، قادیان، لندن کے مہمانانِ خصوصی کے علاوہ دوسرے ممالک کے اُمراء اور مشنری انچارج صاحبان بھی شامل تھے۔یہ ایوارڈ مکرم بشیر احمد اختر صاحب کو انکی سیرالیون میں بطور اُستاد/ پرنسپل 22 سال پر مشتمل خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے دیا گیا۔تحریک جدید کے تحت کام کرنے والے عارضی واقفین میں سے مکرم بشیر احمد اختر صاحب پہلے انعام پانے والے ہیں۔اراکین مجلس عاملہ تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے مکرم بشیر احمد اختر صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں اور ان کے لئے دعا گو ہیں۔

غزل..عطاءالمجیب راشد

خُلوص دل سے جو خالی ہو دوستی کیا ہے
دلوں کو نور نہ بخشے وہ روشنی کیا ہے
ہجوم یاس میں اِک وہی سہارا ہے
اگر وہ تھام لے مجھ کو تو پھر کمی کیا ہے
سجی ہوئی ہے یہ کائنات جس کے طفیل
دلوں میں وہ نہیں بستا تو زندگی کیا ہے
نصیب جس کو ہو غلامی ہو شاہِ بطحاؐ کی
نظر میں اُس کی بھلا تاج وسروری کیا ہے
خدا کی راہ میں مر کر جو ہو گئے زندہ
انہیں کے دم سے کُھلے راز سرمدی کیا ہے
لہو کے قطروں سے بنتی ہے آبشارِ حیات
ہر ایک شہید بتاتا ہے بندگی کیا ہے
یہ حسنِ ذوق مرے دوستوں کا ہے راشدؔ
''وگرنہ شعر مرا کیا ہے شاعری کیا ہے''

غزل..رشید قیصرانی

بشارتوں کی نوید ہم ہیں، محبتوں کے نقیب ہم ہیں
رہِ طلب میں نگاہِ یکتا سے دور تم ہو، قریب ہم ہیں
تمہاری نبضیں ہمارے دم سے، جواز ڈھونڈیں گی زندگی کا
کہ لکھنے والے نے لکھ دیا ہے، مریض تم ہو طبیب ہم ہیں
حریم جاناں کو جانے والے، تمام رستے ہمیں نے کھولے
تمہی تھے پہرے بٹھانے والے، غنیم تم ہو حبیب ہم ہیں
ہمارا مسلک سبھی سے اُلفت، تمھارا شیوہ سبھی سے نفرت
معاملاتِ دل و نظر میں، عجیب تم ہو عجیب ہم ہیں

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا افتتاح

مندرجہ ذیل نظم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب نے 6 دسمبر 1954ء کو کالج کے افتتاح کے موقعہ پر پڑھ کر سنائی:

بساط گلشن سنور رہی ہے فضا میں مستی بکھر رہی ہے
کلی کلی پھول بن رہی ہے چمن کی رنگت نکھر رہی ہے
ہوا ہے سرسبز باغ احمد شگفتہ غنچے مہک رہے ہیں
نہال آبِ زلال پی کر بہک رہے ہیں مہک رہے ہیں
پھلا ہے علم و عمل کا بوٹا کھلے ہیں پھل پھول نخلِ دیں کے
زرا انہیں کاش کوئی دیکھے یہ سارے ہیں معجزے یقیں کے
فضا میں نغمے بکھر رہے ہیں نسیم رحمت کی چل رہی ہے
کسی کے حسنِ عمل کی دولت سے دِل کی دُنیا بدل رہی ہے
بلند ہیں آج پھر ارادے بسی ہیں دل میں نئی امنگیں
کھلی ہیں عشق و جنوں کی راہیں مچل رہی ہیں نئی ترنگیں
زمیں نئی آسماں نیا رواں دواں دیں کا کارواں ہے
اور اپنی خوش بختیاں تو دیکھو کہ محمود سا میرِ کارواں ہے
وہ جس کے عزم و یقیں کی ہیبت سے خشک پتھر پگھل پڑے ہیں
کہ آج ربوہ کی سرزمیں میں ہزاروں چشمے ابل پڑے ہیں
چمن کی شادابیاں مبارک خدایا! شاخ و شجر سلامت
طیور احمدؑ پر تیری رحمت الٰہی! یہ بال و پر سلامت

خوش خوراک جانداروں میں بلیو وہیل سرفہرست

عام زندگی میں جن لوگوں کی خوراک زیادہ ہوتی ہے، ان کا مذاق اڑاتے ہوئے انھیں پیٹو کہا جاتا ہے۔ کئی لوگ تو کھانا دیکھتے ہی اُس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ لیکن کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ غذا کھانے

والا جاندار کون سا ہے؟ جی ہاں وہ ہے بلیو وہیل۔ جانداروں میں سب سے زیادہ خوراک بلیو وہیل کی ہوتی ہے۔ اس کی یومیہ خوراک تقریباً چار ٹن ہے۔ وہیل کی یہ نسل روزانہ کرل نامی چار کروڑ سمندری حیاتیات کو اپنی غذا بناتا ہے۔ اتنی غذا کسی اور جاندار کی نہیں ہوتی۔ لیکن صرف وہیل ہی نہیں جو زیادہ خوراک کھاتی ہے بلکہ افریقی نسل کے ہاتھیوں کی خوراک بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔

جنوبی افریقہ میں ہاتھیوں کے ماہر نارمن اوین سمتھ کہتے ہیں کہ افریقی ہاتھی روزانہ اپنے وزن کے ایک فیصد کے برابر غذا کھاتے ہیں۔

ایک افریقی ہاتھی کا اوسطاً وزن چھ ہزار کلوگرام ہوتا ہے یعنی وہ روزانہ

تقریباً 60 کلوگرام خشک چارہ کھاتے ہیں جبکہ دودھ دینے والی مادہ ہاتھی روزانہ اپنے وزن کا تقریباً ڈیڑھ فیصد چارہ کھاتی ہے۔

(بشکریہ: بی بی سی اردو ڈاٹ کام)

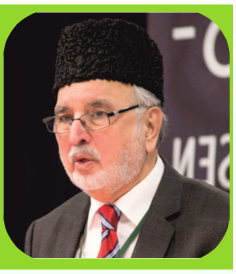

ذکر ہمارے اُن اساتذہ کا جن کے ہم پر احسانات ہیں

(زرتشت منیر احمد خان - ناروے)

مکرم صوفی بشارت الرحمان صاحب مرحوم

ہمارے عربی کے استاد تھے بہت عالم نیک اور دعا گو بزرگ تھے کالج کے چیف پراکٹر تھے۔ اس لئے ڈسپلن کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ طلبہ عموماً ان کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے۔ فرسٹ ائیر کے دنوں میں میری رہائش دار الرحمت شرقی میں دفتر الفضل والی گلی میں تھی۔ محترم صوفی بشارت الرحمان صاحب کا مکان دفتر الفضل کے ساتھ ہی تھا۔ مسجد جاتے ہوئے وہ ہمارے گھر کے سامنے سے گزرتے بلکہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا فجر کی نماز میں مسجد نہ جا سکا تو نماز کے بعد سیدھے میرے گھر تشریف لائے اور روز آتے رہے۔ جب تک مجھے صحت نہ ہو گئی اور ہومیو پیتھی کی ایک دوائی دیتے رہے۔ کلاس میں پڑھاتے ہوئے اکثر قرآنی تفاسیر کے حوالے دیتے اور طلبہ کو تحریک کیا کرتے تھے کہ یہ دعا کرتے رہا کرو۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنه وقنا عذاب النار۔ تا کہ آپ کو نیک اور صالح بیوی عطا ہو۔ چنانچہ اس دعا کی نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو بھی نیک اور صالح بیوی سے نوازا۔

مکرم چوہدری محمد علی مضطر صاحب

محترم چوہدری صاحب ہر دلعزیز استاد تھے۔ فلاسفی کا مضمون پڑھاتے تھے۔ طلبہ سے بہت پیار محبت اور شفقت کا تعلق رکھتے تھے۔ اُن کی ایک نظم ”تنہائی“ بہت مشہور تھی۔ جب بھی طلبہ ہال میں کسی فنکشن کیلئے جمع ہوتے اور چوہدری صاحب نظر آ جاتے تو طلبہ کی طرف سے مطالبہ شروع ہو جاتا کہ ”تنہائی۔ تنہائی“ جب تک چوہدری صاحب نظم نہ سنا دیتے طلبہ خاموش نہ ہوتے۔

پروفیسر صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

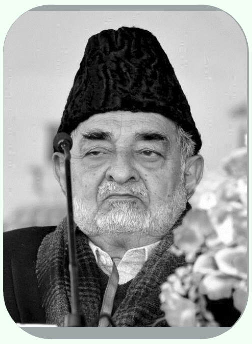

آپ ہمیں انگریزی پڑھاتے تھے۔ صدر ایوب کے زمانہ میں بی اے کے تین سالہ نصاب کا اجراء ہوا تھا۔ کئی نئی چیزیں آ گئی تھیں۔ آپ دُرست تلفظ میں بہت زور دیتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ انگریزی کے ایک لفظ کا درست تلفظ کروانے کے لئے مجھے کلاس میں تین منٹ تک مشق کرواتے رہے۔ وقت کے بہت پابند تھے اُن کی کلاس میں اگر کوئی طالب علم تاخیر سے حاضر ہوتا تو سخت ناپسند فرماتے۔ اسلئے تاخیر سے آنے والے طالب علم کلاس میں آنے کی جرأت ہی نہ کرتے۔ بہت خوش لباس تھے موسم کے لحاظ سے ہر دن نیا سوٹ تبدیل کرتے۔ آج کل صدر انجمن احمدیہ پاکستان ناظر اعلیٰ اور ربوہ کے امیر مقامی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب

تاریخ کے ہمارے ایک اُستاد چوہدری حمید احمد صاحب تھے۔ خاموش، کم گو اور بہت ہی شریف انسان تھے۔ دار الصدر غربی میں ہمارے گھر کے قریب ہی اُن کی رہائش تھی۔ حلقہ کے زعیم خدام الاحمدیہ نے مجلس عاملہ کی تجویز پر ایک پروگرام ترتیب دیا کہ نماز فجر میں جو خادم غیر حاضر ہو گا خدام الاحمدیہ کی مجلس عاملہ اُس کے گھر جا کر معلوم کرے گی کہ کیا عذر تھا کہ وہ نماز میں مسجد میں نہیں آ سکا؟ اگر عذر نا قابل قبول ہوا تو وہ خادم پابند ہو گا کہ وہ سارے وفد کو چائے پلائے۔ چنانچہ ایک دن محترم چوہدری صاحب نماز فجر کیلئے مسجد نہ جا سکے۔ وفد اُن کے گھر آ پہنچا دروازہ کھٹکھٹایا۔ محترم چوہدری صاحب باہر تشریف لائے اور وفد نے نماز فجر

میں غیر حاضری کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے آہستہ سے جواب دیا کہ ”شرعی عذر تھا۔“ خدام نے مزید کوئی بات نہ کی اور خاموشی سے چلے گئے۔

مجھے اُن دنوں علم نہیں تھا کہ کوئی شرعی عذر بھی ہوتا ہے کہ انسان مسجد جا کر بوقت نماز ادا نہ کر سکے۔ چند دن گزرے کہ مجھے نیند نے غلبہ پالیا اور فجر کی نماز میں مسجد میں نہ جا سکا۔ نماز کے بعد خدام کا وفد میرے گھر آیا۔ مجھ سے دریافت کیا کہ آج نماز میں مسجد کیوں نہیں آسکے؟ میں نے سوچا کہ کیا عذر تراشوں کہ خاموشی سے وفد چلا جائے ذہن میں خیال آیا کہ چند دن قبل ہمارے ایک اُستاد نے شرعی عذر کا بیان کیا تھا تو کسی نے دوسری بات ہی نہیں کی اور ان کے عذر کو قبول کرتے ہوئے سارا وفد خاموشی سے چلا گیا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی کہہ دیا کہ ”شرعی عذر“ تھا۔ اس پر زوردار قہقہے ہوئے اور سب ہنسنے لگ گئے۔ اور کہا کہ ”تمہاری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی شرعی عذر کہاں سے آگیا؟“ بہر حال مجھے اُنہوں نے معاف نہ کیا اور سب کو چائے بنا کر پلانا پڑی۔

پروفیسر مولوی محمد دین صاحب مرحوم

ہمیں اسلامیات پڑھاتے تھے۔ قرآن کریم کی کچھ سورتیں ہم نے اُن سے سیکھیں۔ بہت نیک اور عالم انسان تھے۔ ہم نے اُن سے کئی سورتوں کا ترجمہ بھی سیکھا۔

پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب مرحوم

آپ فزکس کا مضمون پڑھاتے تھے۔ بہت قابل اُستاد تھے اور نہایت عمدہ شعر کہتے تھے۔ کچھ عرصہ ہماری سٹوڈنٹس یونین کے انچارج تھے۔ باسکٹ بال کے بھی انچارج تھے۔ ہماری ٹیم کو یونیورسٹی کے مقابلوں کے لئے لاہور لے گئے تھے تو کھلاڑیوں کا بہت خیال رکھا۔ بٹیر کہیں سے منگوا کر کھلاتے رہے تا کہ کھلاڑی خوب لڑ سکیں لیکن یہ بٹیر کام نہ آئے اور دو طلبہ بیمار ہو گئے تو پھر آپ کو اُن کا فکر پڑ گیا۔

پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب

آپ کیمسٹری کے اُستاد تھے۔ اُن کی ایک کتاب یونیورسٹی لیول میں تمام کالجز میں بطور نصاب پڑھائی جاتی تھی۔ پنجاب یونیورسٹی اکیڈمک کونسل میں آپ کی بہت عزّت کی جاتی تھی۔ بہت نرم کلام کرتے، طلبہ کے ساتھ بہت پیار کا تعلق تھا۔ سٹوڈنٹس یونین کے انچارج بھی تھے۔

پروفیسر محمد ابراہیم ناصر مرحوم

آپ ریاضی کے اُستاد تھے۔ بہت نیک اور علم دوست بزرگ تھے۔ خاکسار کے ساتھ بہت شفقت فرماتے۔ ہمارے ٹیوٹیریل گروپ ”شجاعت“ کے انچارج تھے۔ جس کا خاکسار سیکریٹری تھا۔

پروفیسر چوہدری محمد شریف خالد صاحب مرحوم

ہمارے انگریزی کے اُستاد تھے۔ بہت سادہ مزاج اور بے تکلف انسان تھے۔ شاعری بھی کرتے تھے۔ انگریزی پنجابی کے لہجہ میں پڑھاتے تھے۔

پروفیسر چوہدری محفوظ الرحمان صاحب مرحوم

بہت نیک اور شریف انسان تھے۔ ہمارے کالج کے شعبہ فزیکل ایجوکیشن کے انچارج تھے۔ مجلس انصاراللہ یوکے کے سابق صدر چوہدری وسیم احمد صاحب کے والد تھے۔

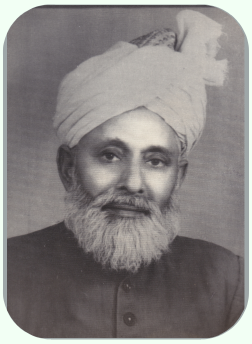

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ایک نیا مضمون دینیات کا ہوتا تھا۔ جو عموماً جماعت کے بزرگ علماء میں سے کوئی اُستاد پڑھایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری اُن تین بزرگ علماء میں سے ایک تھے۔ جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ”خالد احمدیت“ کے خطاب سے نوازا تھا۔ آپ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کے والد محترم تھے۔ اُن کے علاوہ کچھ عرصہ ہمیں دینیات محترم ارجمند خان صاحب نے بھی پڑھائی۔

(باقی آئندہ..)

..اس پر بھی نہ پینا آیا

ایک محفل میں مولانا آزاد اور مولانا ظفر علی خان حاضر تھے۔ مولانا آزاد کو پیاس محسوس ہوئی تو ایک بزرگ جلدی سے پانی کا پیالہ لے آئے۔ مولانا آزاد نے ہنس ارشاد کیا:

لے کے اک پیر مغاں ہاتھ میں مینا، آیا

مولانا ظفر علی خان نے برجستہ دوسرا مصرع کہا:

مے کشو! شرم، کہ اس پر بھی نہ پینا آیا

ایک محفل میں کچھ شاعر بیخود دہلوی اور سائل دہلوی کا ذکر کر رہے تھے۔ ایک شاعر نے شعر سنائے جس میں دونوں کے تخلص نظم تھے۔ وہاں حیدر دہلوی بھی موجود تھے۔ شعر سن کر کہنے لگے:

”اس شعر میں سائل اور بیخود تخلص صرف نام معلوم ہوتے ہیں۔ کمال تو یہ تھا کہ شعر میں تخلص بھی نظم ہو اور محض نام معلوم نہ ہو۔“

کسی نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ حیدر نے وہیں برجستہ یہ شعر کہہ کر سب کو حیران کر دیا:

پڑا ہوں میکدے کے در پر اس انداز سے حیدر
کوئی سمجھا کہ بے خود ہے کوئی سمجھا کہ سائل ہے

ایک مولانا کے جوش صاحب کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ کئی روز کی غیر حاضری کے بعد ملنے آئے تو جوش صاحب نے وجہ پوچھی۔ کہنے لگے: کیا بتاؤں جوش صاحب، پہلے ایک گردے میں پتھری تھی اس کا آپریشن ہوا۔ اب دوسرے گردے میں پتھری ہے۔ میں سمجھ گیا۔ جوش صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اندر سے سنگسار کر رہا ہے۔

میں نے اِک زندگی بسر کر دی
تیرے نادیدہ خدو خال کے ساتھ
(جون ایلیا)

غزل..احمد ندیم قاسمی

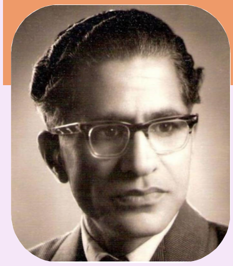

انداز ہو بہو تری آوازِ پا کا تھا
دیکھا نکل کے گھر سے تو جھونکا ہوا کا تھا
اُٹھا عجب تضاد سے انسان کا خمیر
عادی فنا کا تھا تو پجاری بقاء کا تھا
اس رشتۂ لطیف کے اسرار کیا کھلیں
تو سامنے تھا اور تصور خدا کا تھا
ٹوٹا تو کتنے آئینہ خانوں پہ زَد پڑی
اٹکا ہوا گلے میں جو پتھر صدا کا تھا
چھپ چھپ کے رووٴں اور سرِ انجمن ہنسوں
مجھ کو یہ مشورہ مرے درد آشنا کا تھا
دل راکھ ہو چکا تو چمک اور بڑھ گئی
یہ تیری یاد تھی کہ عمل کیمیا کا تھا
اس حسنِ اتفاق پہ لُٹ کر بھی شاد ہوں
تیری رضا جو تھی وہ تقاضا وفا کا تھا
حیران ہوں کہ دار سے کیسے بچا ندیم
وہ شخص تو غریب و غیور انتہا کا تھا

بیوی کی منطق

شوہر: میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں!
بیوی: تو کیا میں آپ سے محبت نہیں کرتی؟ میں تو آپ کیلئے ساری دنیا سے لڑسکتی ہوں۔
شوہر: لیکن تم تو دن رات مجھ سے ہی لڑتی رہتی ہو!
بیوی: آپ ہی تو میری دنیا ہیں..!

ایک عظیم سائنس دان - پروفیسر عبدالسلام

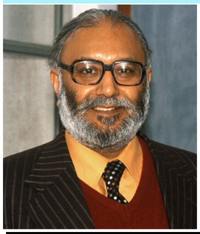

نظریاتی طبیعات کے مرکز کا خواب

(پروفیسر آصف علی پرویز۔لندن)..قسط:31

دوست: یہ بتایئے کہ بین الاقوامی طور پر پروفیسر عبدالسلام صاحب نے کیا کارہائے نمایاں کئے؟

آصف: پروفیسر عبدالسلام نے طبیعات کے میدان میں زبردست نظریات پیش کئے اور بالآخر آپ کو نوبل انعام ملا۔اس کی تفصیل بعد میں آپ کے سامنے بیان کروں گا۔تاہم اس وقت جس بات کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک بین الاقوامی نظریاتی تحقیق کا مرکز قائم فرمایا۔

دوست: یہ تو ایک بہت ہی اعلیٰ بات ہے۔ذرا تفصیل سے اس بارے میں بتایئے۔

آصف: پروفیسر عبدالسلام صاحب کو ہمیشہ یہ احساس رہا کہ تیسری دنیا کے سائنس دانوں کیلئے تحقیقی مرکز نہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تیسری دنیا کے سائنس دان یا تو ہجرت کر کے مغربی ملکوں میں آبستے ہیں یا تحقیق کا کام ہی نہیں کرتے۔

دوست: ایسے پڑھے لکھے لائق سائنس دان کا اپنے ملک سے ہجرت کرنے سے آبائی ممالک ان کی تحقیق سے محروم ہو جاتے ہیں جو ان ممالک کیلئے بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔

آصف: آپ کی بات سو فیصد درست ہے۔اس لئے پروفیسر عبدالسلام صاحب کی یہ خواہش تھی کہ ایک بین الاقوامی تحقیقی ادارہ قائم کیا جائے جہاں تیسری دنیا کے سائنس دان کچھ عرصہ آ کر تحقیق جاری رکھیں تا کہ ان کا اپنا ملک اس سے مستفیذ ہو سکے۔

دوست: کیا اچھا خیال ہے۔تو پروفیسر عبدالسلام صاحب نے اس کیلئے کیا عملی اقدامات اٹھائے؟

آصف: ستمبر 1960ء میں مسٹر جان میکون (Mr. John Mecone) جو امریکہ کے ایٹمی کمیشن کے چیئرمین تھے، نے یہ تجویز کیا کہ طبیعات کا بین الاقوامی مرکز قائم کیا جائے۔ان کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ ایک ذروں کو تیز کرنے والی مشین (Particle Accelerator) والا مرکز بنایا جائے۔

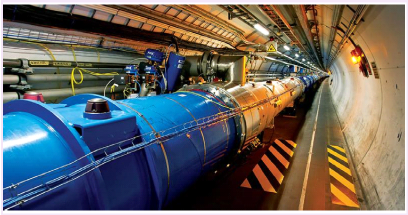

دوست: کیا یہ اسی طرح کا مرکز ہے جو اب جنیوا (سوئٹزرلینڈ) میں سرن (Cern) میں قائم کیا گیا ہے۔

آصف: ان کا خیال یہی تھا لیکن اس پر کروڑوں پونڈ کی لاگت آنی تھی۔اتنی بڑی رقم کا حصول اپنی ذات میں ایک بڑا چیلنج ہو سکتا تھا۔

دوست: تو پروفیسر عبدالسلام صاحب کا کیا خیال تھا؟

آصف: پروفیسر عبدالسلام صاحب نے چند مشہور سائنس دانوں جن میں ہنس بیتھے (Hans Bethe)، رچرڈ ساشس (Richard Sachs)، اور نکولس کیمر (Nicholas Kemmer) وغیرہ کے ساتھ مشورہ کیا۔ان سب کی رائے تھی کہ ایک بین الاقوامی نظریاتی طبیعات کا مرکز (International Centre For Theoretical Physics) بنایا جائے۔

دوست: اس کی کوئی خاص وجہ! کیا اس لئے کہ یہ سب سائنس دان (Theoretical Physics) سے وابستہ تھے۔

آصف: ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے، لیکن اصل وجہ یہ ہے کہ پروفیسر عبدالسلام صاحب کا خیال تھا کہ ایسا مرکز چند لاکھ پاؤنڈ سے بنایا جا سکتا تھا اور اتنی رقم کا حصول ناممکن نہیں تھا۔

دوست: پھر یہ بات آگے کیسے بڑھی؟

آصف: اسی ماہ یعنی ستمبر 1960ء میں پروفیسر عبدالسلام صاحب انٹرنیشنل ایٹمی توانائی ایجنسی، ویانا (آسٹریا) (International Atomic Energy Agency - IAEA) سالانہ کانفرنس میں پاکستانی نمائندے کے طور پر شریک ہوئے۔آپ نے وہاں پر اس تجویز کو ایجنسی کے سامنے پیش کیا۔خوش قسمتی سے بعض اور ممالک نے پاکستان کی اس تجویز کی تائید کی۔

دوست: کیا اور سائنس دانوں نے بھی آپ کی تجویز کی تائید کی؟

آصف: بہت سارے نوبل انعام یافتہ سائنس دانوں جن میں نیل بوہر (Niels Bohr)، لیو پولڈ انفیلڈ (Leopold Infeld)، موریس لیوی (Maurice Levy) وغیرہ نے آپ کی تجویز کی تائید کی۔

دوست: کیا ترقی یافتہ ممالک کی حکومتوں نے بھی اس تجویز کو سراہا؟

آصف: یہ عجیب بات ہے کہ اکثر ترقی یافتہ ممالک جن میں امریکہ اور روس بھی شامل تھے، انہوں نے اس تجویز کی شدت سے مخالفت کی؟

دوست: یہ بڑی حیران کن بات ہے۔ شاید یہ ممالک نہیں چاہتے تھے کہ تیسری دنیا کے سائنس دانوں کیلئے کوئی بین الاقوامی مرکز بنے۔ شاید ان کی خواہش تھی کہ تحقیقی کاموں پر ان کی اجارہ داری رہے۔

آصف: آپ کی بات میں وزن ہے۔ ان ممالک کے سائنس دان تو ایسے مرکز کے حق میں تھے لیکن حکومتیں مخالف!

دوست: پھر تو پروفیسر عبدالسلام صاحب کو شدید محنت کرنا پڑی ہوگی تا کہ ایسا مرکز قائم ہو سکے۔

آصف: یقیناً! پروفیسر عبدالسلام صاحب نے ان روکاوٹوں کو کس طرح دور کیا، اس کا ذکر اگلی محفل میں کریں گے۔ انشاءاللہ۔

مجلس ادارت
رانا عبدالرزاق خان۔ عطاءالقادر طاہر۔ سید حسن خان۔ آصف علی پرویز
پروف ریڈنگ
چوہدری بشیر احمد اختر۔ پروفیسر عبدالقدیر کوکب
کمپوزنگ و ڈیزائننگ
خورشید احمد خادمؔ
مینیجر
سید نصیر احمد

شہر باوفا..عبدالصمد قریشی

کہنے کو تھی یہ بانجھ سی ویران سر زمیں
آثار جس میں پانی کے ملتے نہ تھے کہیں
پھیلی ہوئی تھی چار سو ویرانیاں یہاں
ہر جا پہ تھیں مکین پریشانیاں یہاں
کھینچا گیا جب اس پر دعاؤں کا اک حصار
لکھی گئی پھر اس کے مقدر پر اک بہار
ایسی بہار جس پہ کبھی کچھ خزاں نہیں
پت جھڑ کے موسموں کا بھی جس پر گماں نہیں
پھر یوں ہوا کہ اس میں سے چشمے اُبل پڑے
نایاب اس کی کوکھ سے موتی اُبل پڑے
اس پہ خدائے پاک کا یہ معجزہ ہوا
پاؤں کے اس کے نیچے سے پانی بہا دیا
پورا ہوا یوں حضرت فضل عمرؓ کا خواب
بخشا خدا نے ربوہ کو اکرام لاجواب
تب یہ زمیں مرجع خلق جہاں ہوئی
اہل وفا کے واسطے دارالاماں ہوئی
اب مثل قادیان رجوع جہاں ہے آج
یہ وہ نگر ہے دنیا میں جنت نشاں ہے آج
بستے ہیں اس میں لوگ حسین اور باوفا
رکھتے ہیں دل میں عشق کے جذبات بے بہا
اس کا ایک گوشہ ہے شاداب و دلنشیں
روشن ہے حسن نور خلافت سے یہ زمیں
اب اسی دیار سے ہی سبھی فیض پائیں گے
اس کے جمال نور سے دل جگمگائیں گے
پھیلی ہوئی ہے اس پہ جو رعنائیوں کی دھوپ
یہ فور عشق کی پرچھائیوں کی دھوپ